سوال

(1024)کیا خطیب وعظ، نصیحت، سیاسی گفتگو غیر عربی زبان میں پڑھ سکتا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نمازِجمعہ سے قبل وعظ و نصیحت و سیاسی گفتگو اور تقریر کو صحیح خطبہ جمعہ قرار دینا کسی صحیح دلیل سے ثابت ہے؟ جب کہ نبی ﷺ سے اور سلف صالحین سے خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں ثابت ہے۔ اپنی اپنی مختلف زبانوں میں خطبہ جمعہ دینا کیونکر جائز و سنت ہے؟ جب کہ پوری دنیا میں نماز صرف عربی میں ہوتی ہے اس کے علاوہ جائز نہیں تو یہاں ردّ و بدل کس دلیل سے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمعہ کا خطبہ غیر عربی زبان میں دینا جائز و درست ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

'كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ، يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ.' (صحیح مسلم، بَابُ ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهِمَا مِنَ الْجَلْسَةِ، رقم:٨٦٢)

یعنی نبی ﷺ کے دو خطبے ہوتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھتے۔ ان میں آپ قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

ظاہر ہے کہ تذکیر اسی زبان میں ہوگی جس کو سامع سمجھتا ہو۔ اسی حکمت و مصلحت کے پیشِ نظر اﷲ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو ہم زبان لوگوں میں مبعوث فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ... ٤ ... سورة ابراهيم

''اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا۔ تاکہ انھیں (احکامِ الٰہی) کھول کھول کر بتادے۔''

مزید آنکہ لفظِ خطبہ بھی خطاب کا متقاضی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطیب کے بالمقابل ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو اس کی بات اور گفتگو کا اِدراک و شعور رکھتے ہوں۔ ورنہ ساری بات چیت لاحاصل، اور بے فائدہ اور جانور کے گلے میں ڈھول لٹکانے کے مترادف ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب خطیب مقامی لوگوں کی زبان کو محوِ گفتگو بنائے۔ یہی وجہ ہے کہ فرد کا تصورِ خطبہ بلا سامع (خطبہ کا تصور بغیر سننے والے کے) ناممکن ہے۔ اس میں عدد وہی شرط ہے جو اقامتِ جماعت میں ہے۔

’اَلاِثنَانِ فَمَا فَوقَهمَا جَمَاعَةٌ‘ (صحیح البخاری، بابٌ : اثنَانِ فَمَا فَوقَهمَا جَمَاعَةٌ، قبل رقم :٦٥٨)

یعنی دو فما فوق (اور دو سے اوپر) جماعت ہے۔

بالفرض اگر کوئی خطیب اپنے سامنے چوپائے باندھ کر جوہرِ خطابت دکھاتا رہے تو اس کا نام خطبہ نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ فہم مفقود ہے۔ پھر حالتِ خطبہ میں نبی ﷺ کی صفات میں وارد ہے کہ آواز بلند ہوجاتی، غصہ سخت ہوجاتا اور آنکھیں سرخ ہوجاتیں۔ گویا آپ فوج دشمن سے ڈرانے والے ہیں۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب خطیب کی توجہ کا مرکز سامع فہیم ہو۔

نیز خطبہ جمعہ کو نماز پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں کہ جیسے نماز بغیر عربی کے نہیں پڑھی جا سکتی اسی طرح خطبہ بھی بلا عربی نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں مناجات مقصود ہے جب کہ خطبہ تذکیر کے لیے ہوتا ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے :

’اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا یَصلَحُ فِیهَا مِن کَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِیَ التَّسبِیحُ وَالتَّکبِیرُ وَقِرَائَةُ القُرآنِ‘ (صحیح مسلم، بابُ تحرِیمِ الکَلَامِ فِی الصَّلَاةِ، وَنَسخِ مَا کَانَ مِن اِبَاحَتِهِ، رقم :٥٣٧)

یعنی ’’نماز میں بات چیت درست نہیں کیونکہ نماز صرف تسبیح، تکبیر اور قراءتِ قرآن کا نام ہے۔‘‘

باقی رہا سلف صالحین کا عمل تو اس بارے میں عرض ہے کہ سلف میں مختلف قسم کے نظریے پائے جاتے ہیں۔ بعض عدمِ جواز کے قائل ہیں اور بعض بامر مجبوری جواز کے قائل ہیں اور اگر بالفرض عمل نہ بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اس کے نظائر (مثالیں) موجود ہیں مثلاً: خیر القرون کی جملہ تصانیف بزبان عربی تھیں مدت بعد یہ سلسلہ مختلف زبانوں میں منتقل ہوگیا۔ حتیٰ کہ کلامِ الٰہی کے تراجم و تفاسیر غیر عربی میں ہونے لگ گئے۔ لہٰذا دلائل کا اصل محور کتاب و سنت ہے نہ کہ عمل کرنے والے کا عمل۔ سو اس کی وضاحت ہوچکی، مزید آنکہ اس کے کچھ عوامل بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً :

1۔ اسلامی سلطنت کے غلبہ کی وجہ سے لوگوں نے زیادہ تر عربی زبان ہی اختیار کرلی تھی یا کم از کم اگر نطق نہیں تو فہم ضرور رکھتے تھے۔ اس بناء پر سلف نے غیر عربی میں تالیفات کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی، یہی وجہ خطبہ جمعہ کی بھی ہوسکتی ہے۔

2۔ اس زمانے میں امامِ جمعہ اور عید چونکہ امراء ہوتے تھے۔ ممکن ہے ان کے خیال میں بہتر یا ضروری خطبہ عربی میں ہو اور جس کے نزدیک مخاطب کا لحاظ ضروری ہے ان کو امارت (حکومت کرنے) کا اتفاق نہ ہوسکا ہو۔

3۔ عربی زبان کا تحفظ مقصود تھا کہ کہیں غیر زبانوں سے مل کر اپنا مقام نہ کھوجائے اور جب قواعد و ضوابط تالیفی شکل میں منضبط ہوگئے تو اجازت کی صورت نکل آئی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ: 821

محدث فتویٰ